عرب جمہوریہ مصر — ۵ شوال ۱۴۴۳ھ

وزارت اوقاف — ۶ مئی ۲۰۲۲ء

تجارت میں برکت ہے

دینِ اسلام تجارت و عمل کی طرف بلاتا ہے اور بے روز گاری ، سستی اور کاہلی سے سختی کے ساتھ روکتا ہے۔ کیوں کہ عمل ہی ایک ایسا واحد ذریعہ ہے جس سے زمین کی آباد کاری، ملک و قوم کی ترقی اور تہذیبوں کو تشکیل دینا ممکن ہو سکتا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:"هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ ٱلۡأَرۡضِ وَٱسۡتَعۡمَرَكُمۡ فِيهَا""اسی نے تمھیں زمین سے پیدا کیا ہے اور اسی نے اس زمین میں تمھیں بسایا ہے۔"[ہود:۶۱]روزی کمانے کے مختلف اور متعدد ذرائع ہیں، جن میں تجارت سب سے افضل ذریعہ ہے۔ حتی کہ اس کے نفع کو اللہ تعالی نے قرآن میں "فَضۡلُ اللَّہِ" سے تعبیر کیا ہے اور جو لوگ رزق کی تلاش میں زمین پر پھرتے ہیں ان کا ذکر اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے ساتھ ملا کر کیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:"وَءَاخَرُونَ يَضۡرِبُونَ فِي ٱلۡأَرۡضِ يَبۡتَغُونَ مِن فَضۡلِ ٱللَّهِ وَءَاخَرُونَ يُقَٰتِلُونَ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ""بعض دوسرے زمین میں چل پھر کر اللہ تعالی کا فضل(یعنی روزی بھی) تلاش کریں گے اور کچھ لوگ اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کریں گے۔[مزمل: ۲۰] ایک بار نبی ﷺ سے سوال کیا گیا: کونسا رزق(کاروبار) سب سے اچھا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی کا اپنے ہاتھوں سے کام کرنا اور ہر پاکیزہ تجارت۔

تاجروں کے شرف کے لیے اتنا کافی ہے کہ خود نبی کریم ﷺ اپنے چچا حضرت ابو طالب اور ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تجارت کیا کرتے تھے۔ اور آپ نے اس میں ایسی ایمان داری دکھائی کہ تمام تاجروں کے لیے امانت کی مثال بن گئے۔ حضرت سائب بن ابو سائب رضی اللہ عنہ نے ایک بار آپ ﷺ سے عرض کی: زمانۂ جاہلیت میں جب آپ میرے ساتھ تجارت میں شریک تھے، تو کتنے اچھے شریک تھے، نہ کبھی آپ نے مال کے عیب کو چھپایا اور نہ ہی کبھی مجھ سے ناحق جھگڑا کیا۔

ایک امانت دار تاجر کی کچھ اچھی عادتیں ہیں جن سے ہر تاجر کو آراستہ ہونا چاہئیے، جیسے: خرید و فروخت میں سچ بولنا، اور سچ بولنے سے ہمیشہ تجارت میں برکت ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: خرید و فروخت کرنے والے جب تک جدا نہ ہو جائیں اس وقت تک دونوں کو (ڈیل منسوخ کرنے کا) اختیار رہتا ہے (ان کے مال میں جو عیب ہے) اگر سچائی کے ساتھ ان دونوں نے اس کو بیان کر دیا تو اللہ تعالی ان دونوں کو برکتیں عطا فرماتا ہے۔ اور اگر دونوں نے جھوٹ بول کر (عیب کو) چھپالیا تو دونوں سے برکت اٹھالی جاتی ہیں۔ اور جھوٹا تاجر جو کہ صرف ذرا سی دنیا کے لیے اپنی آخرت بیچ دیتا ہے، وہ دنیا میں بھی خسارہ اٹھاتا ہے اور آخرت میں بھی اٹھاتا ہے۔ نہ تو اس کے مال میں برکت رہ جاتی ہے اور نہ ہی اس کے کاروبار میں کوئی برکت ہوتی ہے اور نہ ہی اس کا کوئی عمل قبول ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جھوٹی قسم کھانے سے سامان تو، بک جائے گا، لیکن ساری برکت چلی جائے گی۔ دوسری جگہ آپ ﷺ فرماتے ہیں: جس نے حرام مال کمایا، پھر اس سے (غلام) آزاد کیے، اور صلہ رحمی کی، پھر بھی وہ (مال) اس پر بوجھ ہی رہے گا۔

امانت دار تاجر کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ خرید و فروخت میں پوری امانت اور دیانت داری سے کام لیتا ہے، لہذا جو تاجر امانت دار ہوتا ہے وہ نہ تو دھوکا دیتا ہے اور نہ ہی کسی طرح کی خیانت کرتا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔ ایک مسلمان جب اپنے بھائی کو کوئی عیب دار چیز بیچے، تو اس پر فرض ہے کہ وہ اسے اس عیب سے باخبر کر دے۔ ایک بار نبی ﷺ کا گزر اناج کے ڈھیر کے پاس سے ہوا۔ آپ ﷺ نے اس کے اندر اپنا ہاتھ ڈالا، تو آپ ﷺ کو اس میں کچھ نمی کا احساس ہوا۔ اس پر آپ ﷺ نے اس اناج والے سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو انھوں نے عرض کی: یارسول اللہ! بارش کی وجہ سے یہ بھیگ گیا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم نے اس کو سب سے اوپر کیوں نہیں رکھا تاکہ لوگ اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے؟ جس نے دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

اور انھیں صفات میں سے یہ بھی ہے کہ ایک تاجر خرید و فروخت میں نرمی سے کام لے، حسنِ اخلاق سے پیش آئے، اور لوگوں سے اچھا معاملہ رکھے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: ایک آدمی جب نرم دلی کے ساتھ خرید و فروخت کرتا ہے اور نرم دلی کے ساتھ ہی اپنے قرض کا تقاضہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اس پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے۔ ایک دوسرے مقام پر آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: کیا میں تمھیں اس شخص کے بارے میں نہ بتاؤں جس پر جہنم کی آگ حرام ہو جائے گی؟ ہر اس شخص پر جو (لوگوں کے دل سے) قریب ہو، نرم خو اور نرم مزاج ہو۔

برادرانِ اسلام!

ایک امانت دار تاجر کی بہت بڑی صفت اس کی حب الوطنی ہے۔ اور یہ حب الوطنی صرف جملہ سازی یا پھر نعرہ بازی کا نام نہیں ہے، بلکہ عطا اور قربانی کا نام ہے! لہٰذا جو اپنے وطن سے محبت کرنے والا اور حکمت سے کام لینے والا تاجر ہوتا ہے وہ اپنے معاملات میں دینی اور انسانی احساسات کا خاص خیال رکھتا ہے۔ اس کا ضمیر اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ فُقرا و مساکین کا حق مار کر خود اپنے خزانے دولت سے بھر لے۔ انھیں سب چیزوں کی وجہ سے وہ حرص و فریب، دھوکے بازی، اجارہ داری اور استحصال وغیرہ کی سبھی صورتوں سے بہت دور رہتا ہے۔ یہ اخلاقی بیماریاں جب ہر حالت میں بری اور ناقابلِ قبول ہیں، تو عام مصیبت کے وقت تو اور زیادہ بری اور گناہوں میں مبتلا کرنے والی ہوں گی۔ ارشاد باری تعالی ہے: "وَيۡلٞ لِّلۡمُطَفِّفِينَ (١) ٱلَّذِينَ إِذَا ٱكۡتَالُواْ عَلَى ٱلنَّاسِ يَسۡتَوۡفُونَ (٢) وَإِذَا كَالُوهُمۡ أَو وَّزَنُوهُمۡ يُخۡسِرُونَ" "بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی (١) کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں (٢) اور جب انھیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں" [مطففین: ١-٣]، ارشاد نبوی ﷺ ہے: اجارہ داری کرنے والا ملعون ہے۔ ایک دوسرے مقام پر آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جس نے (ناجائز طریقے سے تجارتی اشیا) کی قیمتوں کو بڑھانے کی کوشش کی تو اللہ تعالی کا یہ حق ہے کہ وہ قیامت کے دن اسے آگ کی وادی میں داخل کرے۔

اس بات کو بھی ہم بتاتے چلیں کہ جب عام مصیبت کے وقت ایک سچا اور ایمان دار تاجر جتنا ہو سکے اتنا اپنا نفع کم رکھ کر چیزوں کی قیمت گھٹا کر کے بیچتا ہے، تو جتنی قیمت وہ گھٹاتا ہے وہ اس کے لیے صدقہ بن جاتی ہیں، جب کہ وہ اسی نیت سے گھٹائے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: سچا اور امانت دار تاجر نبیوں، صدّیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہو گا۔ کیوں کہ جو آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتا، اجارہ داری نہیں کرتا، کسی کو دھوکا نہیں دیتا اور لوگوں کے حالات کی بھی رعایت کرتا ہے، فضلِ الہی سے اس کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کی حسین صحبت میں رہے۔ اور چلتے چلتے یہ بھی سن لیجیے کہ ایک امانت دار تاجر کو اس کی نفل نمازیں اور اس کے صدقات و خیرات اس طرح سے اللہ کے قریب نہیں کرتیں، جس طرح سے اس کی سچائی، اس کی امانت، اپنے معاشرے کے لیے اس کی پرواہ اور لوگوں کے حالات کی رعایت کرنا اسے اس سے قریب کرتی ہیں۔

اے اللہ! ہمارے ملک مصر اور دنیا کے سبھی ملکوں کی حفاظت فرما!